۱۹۔ زیدان الوجیز :۹۶

۲۰۔ البخاری ۱ : ۴۲۳

۲۱۔ ابن ماجہ ' ابواب الحدود ۱ : ۱۸۲

۲۲۔ الترمذی ابواب الصلوۃ ۱ : ۹۳ (مطبوعہ نور محمد کا ۸۵)

۲۳۔ الرازی التفسیر الکبیر ۲۴ : ۳۱

۲۴۔ البخاری صحیح کتاب الصوم ۱ : ۲۶۳

۲۵۔ الترمذی جامع ابواب الحج ۱ : ۱۸۵

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ زیدان الوجیز :۹۷

۲۹۔ ابن ماجہ محمد بن یزید التوفی ۲۷۳ھ سنن ابواب الحدود ۱ : ۱۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی اس حدیث کی بنا پر امام شافعی نے بلوغت کی عمر پندرہ سال مقرر کی ہے جبکہ احناف کے نزدیک بلوغت کی عمر کا تعین اس حدیث کی بنا پر بوجوہ نہیں ہو سکتا۔

(۱) جہاد میں جسمانی طاقت جنگی مہارت اور جذبہ کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

(۲) یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ اس کے مطابق غزوہ احد اور خندق کے درمیان ایک سال کا فاصلہ ہے جبکہ حقیقۃً یہ دورانیہ دو سال کا ہے۔(جصاص احمد بن علی الرازی ۳۷۰ھ احکام القرآن ۳ : ۳۳۱) سہیل اکیڈمی لاہور۔

۳۰۔ النور ۲۴ : ۵۹

۳۱۔ النساء ۴ : ۶

۳۲۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ ۱ : ۱۷۵ مطبعۃ مصطفی البانی الحلبی مصر

۳۳۔ البخاری کتاب الاجارۃ ۱ : ۳۰۱

۳۴۔ السہارنپوری احمد علی التوفی ۱۲۹۷ھ حاشیہ البخاری ۱ : ۳۰۱ قدیمی خانہ کراچی ۱۹۶۱ء

۳۵۔ عینی بدر الدین محمود بن احمد التوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ۱۲ : ۸۰ دار الفکر (بیروت)

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ ۱ : ۱۹۱۔ شبلی نعمانی سیرت النبی ۱ : ۱۸۲

۳۸۔ نفس المصدر‘ ۱: ۱۹۸

۳۹۔ اس سے مراد ہے ایسے جائز امور کی ممانعت جو کسی ناجائز کا سبب بنیں قرآن وحدیث میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں راقم اس حوالے سے ایم فل اسلامیات کے لیے تحقیقی مقالہ بعنوان ”سدا الذرائع بطور ماخذ شریعت“ عنقریب پیش کر رہا ہے۔

۴۰۔ التحریم‘ ۶۶: ۶

۴۱۔ البخاری صحیح‘ ۱: ۳۲۴

۴۲۔ ابن ماجہ‘ سنن مقدمہ‘ ۱: ۲۰

۴۳۔ الترمذی‘ ابواب البر والصلۃ‘ ۲: ۱۹

۴۴۔ خطیب تبریزی‘ ولی الدین محمد بن عبداللہ التوفی ۷۴۳ھ مشکوۃ المصابیح: ۴۲۱‘ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۶۸ھ

۴۵۔ الترمذی‘ ابواب البر والصلۃ‘ ۲: ۱۳

۴۶۔ Black's Law Dictinary :339

۴۷۔ الانعام‘ ۶: ۱۱۹

۴۸۔ خطیب تبریزی‘ مشکوۃ المصابیح‘ کتاب الاداب‘ ۴۲۹

۴۹۔ البخاری‘ الادب المفرد: ۳۹ مطبوعہ المکتبہ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ

۵۰۔ الاسراء‘ ۱۷: ۲۶

۵۱۔ البقرۃ‘ ۲: ۲۱۶

۵۲۔ البخاری‘ کتاب التفسیر‘ ۲: ۷۰۵

ضرورتِ تفسیر

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، چیئرمین سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

خالق ارض وسماء نے تخلیق انسانی کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا:
"وماخلقت الجن والانس الالیعبدون" (۱) (اورمیں نے جن اورانسان اس لئے پیدا کئے ہیں کہ میری عبادت کریں)

اس عبادت کے صحیح فہم وادراک کے لئے اللہ تعالی نے آدمؑ کے ساتھ ہی رہنمائی فرمائی" فامایاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون" (۲) (میری طرف سے ہدایت آپ کے پاس آئے گی. پس جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر نہ ڈرہوگا اور نہ غم کھائیں گے)

انسانیت کی رہنمائی کےلئے اللہ تعالی نے انبیاء کا سلسلہ قائم فرمایا جیساکہ ارشاد ربانی ہے" وان من امۃ الا خلافیھانذیر" (۳) (اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی نہ کوئی ڈرانےوالا (پیغمبر) نہ گزراہو)

جن لوگوں نے آسمانی ہدایت کی اتباع کی اور اس سے سرمو انحراف نہ کیا۔ وہ آخرت کی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بام عروج تک پہنچے اور جن لوگوں نے اسے پس پشت ڈال دیا وہ آنے والے لوگوں کیلئے نمونہ عبرت بن گئے۔ یہود و نصاری کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

"ولو ان اھل الکتاب امنوا واتقوا لکفرناعنھم سیاتھم ولا دخلنھم جنت النعیم. ولوانھم اقامواالتوراۃ والانجیل وماانزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم. فیھم امۃ مقتصدہ. وکثیرمنھم ساء مایعملون" (۴)

(اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ان سے گناہ دور کردیتے اور انہیں ضرور نعمتوں کے باغوں میں لے جاتے (بہشت) اور اگر وہ تورات، انجیل اور ان کتابوں کو جو ان کے رب کی طرف سے ان پر اتریں، قائم رکھتے تو اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ ایک گروہ تو ان میں سے سیدھا ہے اور اکثر ان میں سے بدکار ہیں) اب پہلی کتب الہیہ کی اکثر تعلیمات متغیر و منحرف ہوچکی ہیں۔ قرآن مجید آخری آسمانی دستور حیات ہے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے منصب نبوت ورسالت کا

سلسلہ ختم فرمادیا۔ اس کے بقاو دوام کی ضمانت بھی دی:
"انانحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون"(۵)
(تحقیق ہم نے ذکر یعنی قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں) دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:
"ان علینا جمعہ وقرآنہ . فاذا قرانہ فاتبع قرآنہ . ثم ان علینا بیانہ"(٦)
(تحقیق اس کا اکٹھا کرنا (تیرے دل میں) ہمارے ذمہ ہے اور اس کا پڑھادینا ہمارا کام ہے۔ پھر جب ہم (فرشتہ کے ذریعہ) پڑھ کر سنا چکیں تو اس کے پڑھ چکنے کے بعد آپ پڑھا کریں پھر اس کا بیان کرنا ہمارا ذمہ ہے)

اللہ تعالی نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔ امت محمدیہ کے بچوں، بوڑھوں، جوانوں، مردوں اور عورتوں کے قلوب کو اس نور کا مرکز قراردیا۔ دنیا میں صرف اسی کتاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ ۸-۹ سال کے بچے اس کے حافظ ہیں۔ اس کتاب کے کچھ حصہ کو مسلمانوں کی پانچ وقت کی نماز کی ہر رکعت میں ضروری قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ "(۷) آپ میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید کو سیکھے اور سکھائے) آپ ﷺ کے اس ارشاد پر پوری امت مسلمہ کاربند ہوگئی۔ دنیا کے جس کونے میں بھی مسلمان ہونگے وہاں لازمی اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زندگی میں اس کی مکمل کتابت کرادی۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے:
"کان رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان وتنزل علیہ السور وکان اذانزل علیہ شئی دعا بعض من کان یکتبہ فقال : ضعوا ہذہ الایات فی السورۃ التی یذکرفیہاکذاوکذا(۸)
(آنحضرت ﷺ پروقت گزرنے کے ساتھ سورتیں اترتیں۔ جب آپ ﷺ پر کچھ اترتا تو آپ کاتبین (وحی) میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے: ان ایات کو اس سورت میں لکھو جس میں اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔
"کناعندرسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم نؤلف من الرقاع(۹)
(ہم آنحضرت ﷺ کے پاس پرزوں (چمڑا۔ کھجور) پر لکھتے تھے)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کو آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں لکھوا گئے اور اب اپنی اصل شکل میں امت مسلمہ کے پاس محفوظ و مصئون ہے۔

قرآن مجید کی محض تلاوت اگرچہ کار ثواب اور باعث اجر عظیم ہے لیکن اس سے صحیح طور پر لطف اندوز ہونے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھ سکے۔ اس دور میں جبکہ قومیت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ علاقائی زبانوں کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ مغرب سے ذہنی مرعوبیت پائی جاتی ہے۔ خود عرب ممالک میں عربی زبان کے الفاظ میں کئی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے اپنے ہی علاقے کی عربی بولی پر فخر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی صحیح زبان کو سمجھنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری ہدایت و رہنمائی کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"قدجاء کم من اللہ نوروکتاب مبین(۱۰)

(آپ کے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب مبین آ گئی ہے) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین"(۱۱)

(اللہ تعالیٰ اسی کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ قوموں کو رفعت عنایت فرماتا ہے اور اس کے ساتھ زوال پذیر کرتا ہے)

یہ اللہ کی طرف سے رہنمائی کا آخری صحیفہ حیات ہے۔ اللہ کی اطاعت ہی کامیابی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"ولوان اھل القریٰ امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنھم بماکانوا یکسبون"(۱۲)

(اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے (اللہ کی طرف رجوع کرتے)اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کھول دیتے مگر انہوں نے جھٹلادیا۔ تو ہم نے ان کے کاموں کی سزا میں ان کو پکڑلیا اسی طرح سے ایک حدیث قدسی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لوان عبادی اطاعونی لاسقیتھم المطر باللیل واطلعت علیم الشمس بالنھار۔ولم اسمعھم صوت الرعد"(۱۳)

(اگر میرے بندے میرے اطاعت گزار بن جائیں تو میں ان کو ان کی ضرورت کے مطابق) رات کے وقت بارش عنایت کروں اوردن کے وقت سوج طلوع کردوں اور ان کو بجلی کی کڑک کی آواز بھی نہ سناؤں۔(تاہ وہ بے آرام نہ ہوں)

قرآن مجید خود اپنی آیات پر غوروفکر اورتدبر وتفکر لی دعوت دیتا ہے:

"افلایتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا"(۱۴)

(کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں) ایک مقام پر یہ الفاظ ہیں:

"لوانزلناھذاالقرآن علی جبل لرایتہ خاشعامتصدعامن خشیۃ اللہوتلک الامثال نضربھاللناس لعلھم یتفکرون (۱۵)

(اوراگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے (حالانکہ پہاڑ سخت ہوتا ہے) تو دیکھتا کہ وہ اللہ کے ڈر سے جھک رہا ہے پھٹ رہا ہے اور ہم یہ مثالیں اس لئے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں (اور سمجھیں) اور فرمایا:

"ولقدیسرناالقرآن للذکرفھل من مدکر" (۱٦)

(اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کردیا ہے لیکن کوئی نصیحت والابھی ہو) جن لوگوں پر قرآن مجید اتراوہ اہل زبان تھے۔ اس کے حقائق ولطائف کو سمجھتے تھے ان کی فصاحت وبلاغت کی دنیا معترف تھی۔ بلکہ اپنے علاوہ وہ اور لوگوں عجمی (گونگے) کہتے تھے اور پھر صحابہ کرام نے اپنے آپ کو اس مقصد کیئے وقف کردیا کہ اس کتاب مبین کو سمجھیں ان کی زبان دانی کے متعلق خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

"والصحابۃ ارباب اللسان واعلم الخلق بمعانی الکلام" (۱۷)

(صحابہ کرام صاحب زبان تھے اور مخلوق میں سے کلام کے معانی کو بہتر سمجھنے والے تھے)

قرآن مجید کے سمجھنے میں انسان کا تقوی اور پرہیزگاری بھی مدد کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ نفوس زکیہ کائنات میں انبیاء کے بعد درجہ رکھتے ہیں۔ وہ قرآن مجید پر غوروفکر کرتے لیکن اس کے باوجود بعض اوقات اس ہمہ پہلو کتاب کو سمجھنے میں ان کو بھی دقتیں پیش آتی تھیں۔ لہذا قرآن مجید کی تفسیر کی ضرورت اس کے نزول کے ساتھ ہی پیش آنا شروع ہوگئی تھی۔ کیونکہ آغاز وحی خود ایک نئی بات تھی جس کے متعلق اذھان میں کئی قسم کے سوالات اٹھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ موقع ومحل کے مطابق ان کے جوابات دیتے تھے۔ اگرچہ قرآن مجید خود اپنے متعلق کہتا ہے:

"بل ھوآیات بینٹ(۱۸) (بلکہ یہ واضح آیات ہیں) اور الرٰ تلک آیات الکتاب مبین" (۱۹) (یہ واضح کتاب کی آیات ہیں) اس کے باوجود قرآن مجید کی کئی ایسے مقامات ہیں جو اس کی تفسیر کے متقاضی ہیں. علامہ ابن خلدون کے اس قول: ان القرآن نزل بلغۃ العرب وعلی اسالیب بلاغتھم فکانوا کلھم یفھمونہ ویعلمون معانیہ فی مفرداتہ وتراکیبہ (۲۰)

(قرآن مجید لغت عرب کے مطابق اور ان کے اسلوب بلاغت کے مطابق اترا وہ تمام اس کو سمجھتے تھے

اور اس کے معانی مفردات اور ترکیب کے لحاظ سے سمجھتے تھےلیکن باوجود قرآن مجید کے ایسے مقامات ہیں جہاں صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے سوال کئے۔اور اسے سمجھا۔

صحابہ کرام کے قرآن مجید پر غور وفکر اور تدبر کرنے کے اوقات سے کتب تفسیر وحدیث میں کافی مواد موجود ہے۔ تفسیر طبری میں ہے:

"عن ابن مسعود قال كان الرجل منا اذا تعلم عشرآيات فلم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن"(۲۱)

(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم میں سے جب کوئی دس آیات کی تعلیم حاصل کرلیتا تو اس وقت تک ان سے آگے نہ گزرتا جب تک ان کے معانی نہ سمجھ لیتااور ان پر عمل پیرا نہ ہوجاتا) کلام الہی کی تفسیر کی اہمیت بھی صحابہ کرامؓ میں مسلم تھی۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کاذکر فرمایااور ان کو علم سے موصوف بیان فرمایا ایک آدمی نے کہا آپ پر فداہوجاؤں۔ آپ حضرت جابر کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ تو آپ ہی ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا: وہ اللہ تعالی کے اس ارشاد کی تفسیر جانتے تھے:

"ان الذى فرض عليک القرآن لرادک الى معاد"(۲۲)

(تحقیق جس نے تجھ پر قرآن اتارا ہے۔ وہ تجھے کوایک بہترین انجام کو پہنچادے گا) صحابہ کرام اور علماء امت کو فہم قرآن کا بہت شوق تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

"مكثت سنتين اربدان آسئل عمرعن المراتين تظاهرتا على رسول اللهصلى اللهعليه وسلم مايمنغى الا مهابته فسالته فقال هى عائشة وحفصة(۲۳)

(میں دو سال تک انتظار کرتارہا کہ حضرت عمرؓ سے ان دوعورتوں کے متعلق سوال کروں جنھوں نے آنحضرت ﷺ کے خلاف پلان بنایا تھا۔ حضرت عمر کا رعب مجھے روکے ہوئے تھا میں نے پوچھ ہی لیا فرمایا وہ عائشہؓ، اور حفصہؓ ہیں)

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں:

"من قراالقرآن ولم يفسره كان كالا عمى اوكالا عرابى اى الجاهل الذى لا يتعلم(۲۴)

(جو قرآن مجید کو پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر نہیں جانتا وہ نابینا یااعرابی یعنی جاھل کی مانند ہے جس نے تعلیم حاصل نہیں کی)

حضرت مجاہد کا قول ہے:

"احب الخلق الی اللہ اعلمھم بما انزل اللہ"(۲۵)

(مخلوق میں سے اس کو زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اللہ کی نازل کردہ (کتاب) کو زیادہ جانتا ہو) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں:

"واللہ ما انزل اللہ آیۃ الا احب ان یعلم فیمن نزلت ومایعنی بھا"(۲۶)

(اللہ کی قسم اللہ تعالی نے جو کوئی آیت بھی اتاری ہے میں چاہتا ہوں کہ پتہ چل جائے وہ کس بارے میں اتری ہے اور اس سے کیا مراد ہے۔) امام شعبی فرماتے ہیں:

"رحل مسروق فی تفسیر آیۃ الی البصرۃ فقیل لہ ان الذی یفسرھا رحل الی الشام فتجھز ورحل الی الشام حتی علم تفسیرھا"(۲۷)

(مسروق نے ایک آیت کی تفسیر کی طلب میں بصری کا سفر کیا۔ ان سے کہا گیا اس کی تفسیر کرنے والا شام چلا گیا۔ وہ تیار ہو کر شام چلے گئے۔ یہاں تک کہ اس آیت کی تفسیر معلوم کی) حضرت عکرمہ مولی ابن عباسؓ) اس آیت:

"ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت"(۲۸)

(جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے اور پھر اس کو موت آن پہنچے) کے متعلق فرماتے ہیں:

"طلبت اسم ھذاالرجل اربع عشرۃ سنۃ حتی وجدتہ قال ابن عبدالبر ھوضمیرۃ بن حبیب"(۲۹)

(میں نے اس آدمی کا نام معلوم کرنے میں ۱۴سال لگائے یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں اس کا نام ضمیرہ بن حبیب تھا)

ایاس بن معاویہ کا قول ہے:

"مثل الذین یقرؤن القرآن وھم لایعلمون تفسیرہ کمثل قوم جاءھم کتاب من عندملیکھم لیلا ولیس عندھم مصباح فقداخلتھم روعۃ ولایدرون مافی الکتاب ومثل الذی یعرف التفسیر کمثل رجل جاءھم بمصباح فقرءوامافی الکتاب "(۳۰)

(ان لوگوں کی مثال جو قرآن مجید پڑھتے ہیں لیکن اس کی تفسیر نہیں جانتے۔ اس قوم کی مانند ہے جن کے پاس ان کے بادشاہ کی طرف سے رات کے وقت ایک خط نہ آیا جبکہ ان کے پاس لیمپ نہیں تھا۔

ان پر رعب طاری ہو گیا کیونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ خط میں کیا ہے۔ اور اس شخص کی مثال جو تفسیر کو جانتا ہے ایسے آدمی کی مانند ہے جو لیمپ لے کر آیا تو انہوں نے خط میں جو کچھ تھا اسے پڑھ لیا)

حضرت فضیل بن عیاضؒ ایسے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو ان سے علم حاصل کرنے آتے تھے:

"لو طلبتم کتاب اللہ لوجدتم فیہ شفاء لما تریدون فقالو! قدتعلمنا القرآن فقال : ان فی تعلمکم القرآن شغلا لاعمارکم واعمار اولادکم. فقالو: کیف یا اباعلی؟ فقال: لن تعلمواالقرآن حتی تعرفوا اعرابہ ومحکمہ ومتشابھہ وناسخہ من ومنسوخہ ، فاذاعرفتم ذلک استغیتم عن کلام فضیل وابن عینۃ(۳۱)

(اگر آپ اللہ کی کتاب کی طلب کریں تو آپ کو اپنی چاہت کا مطلوب مل جائے۔ انہوں نے کہا ہم نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی ہے انہوں نے فرمایا (فضیل بن عیاض) آپ کے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے میں آپ کی اور آپ کی اولاد کی عمریں ختم ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے پوچھا اے ابو علی یہ کیسے؟ فرمانے لگے۔ آپ قرآن مجید کو اسی وقت تک نہیں جان سکتے جب تک اس کے اعراب، محکم ومتشابہ اور ناسخ ومنسوخ نہ جانو۔ جب آپ یہ جان لیں گے تو پھر فضیل اور ابن عیینہ کے کلام سے مستغنی ہو جاؤ گے۔)

علم تفسیر کی ضرورت ان مقدس لوگوں کو بھی محسوس ہوئی۔ جن کے علم وفضل میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ ہم تو ان لوگوں کے کسی ایک عمل کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لاتسبوااصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احدذھبا ما ادرک مداحدھم ولا نصیفہ"(۳۲)

(میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ پر میری جان ہے اگر آپ میں سے کوئی احد (پہاڑ) جتنا سونا خرچ کردے تو وہ ان کے مد (ایک کلو تقریباً) یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا (بلحاظ درجہ وثواب)

بطور نمونہ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ جب قرآن مجید کی یہ آیت روزہ کے متعلق نازل ہوئی:

"فکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر"(۳۳)

(کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ آپ کے لئے فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے) تو حضرت عدی بن حاتمؓ نے اپنے تکیہ کے نیچے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ رکھ لیا تاکہ اس وقت تک کھا پی سکیں جب

تک یہ دونوں ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو پتہ چلا تو آپ سے حضرت عدی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ان وسادتک اذا لعریض بل ھو سواد اللیل وبیاض النھار"(۳۴)

(آپ کا تکیہ تو پھر بہت چوڑا ہے بلکہ وہ تورات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے (یہ سفید و سیاہ دھاگے نہیں)

اسی طرح لفظ "ظلم" کے معنی سمجھنے میں بھی صحابہ کرام کو الجھن ہوئی۔ قرآن مجید میں ہے:

"الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون"(۳۵)

(جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ انہوں نے ظلم کو نہیں ملایا۔ یہی لوگ ہیں جن کیلئے امن ہے اور وہ ہدایت پر ہیں) صحابہ کرام ظلم کے عام معنی زیادتی کے لیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اس سے مراد شرک ہے چنانچہ آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت بطور وضاحت تلاوت فرمائی:

"ان الشرک لظلم عظیم"(۳۶)

(بے شک مشرک بہت بڑا ظلم ہے) یہ پورا واقعہ کتب احادیث اور تفسیر میں موجود ہے۔)(۳۷)

ان دو مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو اہل زبان، صاحب علم و فضل اور صاحب ورع و تقویٰ ہونے کے باوجود قرآن مجید کی بعض آیات کو سمجھنے کی ضرورت پڑتی تھی بلکہ تمام صحابہ کرام درجات کے لحاظ سے فہم قرآن کے معاملہ میں برابر نہ تھے۔ جب آیت:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً"(۳۸)

(آج کے دن میں نے آپ کیلئے آپ کا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پر آپ ہر پوری کر دی اور اسلام کو دین ہونے کے لحاظ سے آپ کیلئے پسند فرمایا) نازل ہوئی تو صحابہ کرام کمال دین کی خوشخبری سن کر خوش ہوئے لیکن حضرت عمر فاروقؓ رونے لگے۔ اور فرمانے لگے کمال کے بعد نقص ہوتا ہے۔ اب آنحضرت ﷺ دنیا سے کوچ فرما جائیں گے وہ سچ فرما رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس آیت کے نزول کے بعد ۸۱ دن حیات رہے۔(۳۹)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ان کو (ابن عباس) اصحاب بدر کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا یہ نوجوان (امیر المؤمنین کے ہاں) ہمارے معیت میں داخل ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کے ہم عمر ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "انہ ممن قد علمتم" (یہ جن لوگوں میں سے آپ کو علم ہے) ایک دن حضرت عمرؓ نے ان

لوگوں کو بھی بلایا اور ابن عباس کو بھی بلایا۔ ابن عباس سفرماتے ہیں کہ مجھے صرف اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میرے متعلق بتا سکیں۔ ان صحابہ کرام سے پوچھا ان آیات کے متعلق کیا خیال ہے:

"اذاجاء نصر الله والفتح ورئیت الناس یدخلون فی دین الله افواجا. فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان تواباً(۴۰)

(جب اللہ کی مدد اور فتح پہنچ گئی اور آپ نے دیکھا کہ لوگ اس کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں تو اللہ کی تسبیح بیان کریں اور اس س استغفار کریں۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے) بعض نے کہا فتح و نصرت کی صورت میں اللہ تعالی حمد اور استغفار کا حکم ہے۔ بعض نے کہا ہم نہیں جانتے۔ مجھ سے پوچھا۔ ابن عباس آپ کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا:

"هوارجل رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم اولمه اللهاذا جاء نصرالله والفتح . فتح مکه فذاک علامة اجلک " فسبح بحمدربک واستغفره انه کان تواباً" قال عمرمااعلم منهاالاماتعلم"(۴۱)

(وہ آنحضرت ﷺ کی اجل ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو اطلاع دی کہ جب اللہ کی مدد آجائے "اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ یہ آپ کی اجل کی علامت تھی۔ پس آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کریں اور اس سے استغفار کریں بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔) حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں اس کے متعلق وہی جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں)

ہم ہر لحاظ سے صحابہ کرامؓ سے درجہ میں کم ہیں۔ ان کے متعلق بالکل درست کہا گیا ہے:

"اولئک اصحاب محمدصلی اللهعلیه وسلم کانوا افضل هذلاالامة وابرها قلوبا واعمقهاعلمااقلها تکلفا، اختارهم الله نصحیة نبیه ولا قامة دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم"(۴۲)

(یہ لوگ محمد ﷺ کے ساتھی تھی وہ اس امت میں سب سے افضل تھے اور پاکیزہ دل تھے علم میں عمیق تھے کم تکلف کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں اپنے نبی کی صحبت کیلئے اور اپنے دین کی اقامت کیلئے منتخب کرلیا۔ ان کی فضیلت کو جانو۔ ان کے آثار کی پیروی کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے اخلاق اور سیر توں کو اپناؤ وہ لوگ راہ راست پر تھے)

عبد الرحمن السلمی جو کہ قاری القرآن تھے اور مشہور تابعی تھے فرماتے ہیں:

"حدثنا الذين كانوا يقرؤننا القرآن كعثمان بن عفان وعبداللّٰہ بن مسعود وغيرهما انهم كانوا اذا تعلموا من النبى صلى اللّٰہعليه وسلم عشر آيات لم يتجاوزوها حتى يعلمواما فيها من العلم والعمل ، قالوا فتعلمنا القرآن والعلم والعمل جميعاً ولهذا كانوا يبقون مدة فى حفظ السورة (۴۳)

(ہمیں حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے لوگوں نے بتایا جو ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ جب وہ آنحضرت ﷺ سے دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک آگے نہ گزرتے جب تک ان سے متعلق علم حاصل نہ کرلیتے اور ان پر عمل نہ کرلیتے۔ انہوں نے کہا: ہم نے قرآن کو سیکھا اور ساتھ ہی علم وعمل بھی سیکھا۔ اسی لئے وہ ایک سورۃ کے حفظ کرنے میں کافی مدت لگادیتے۔)

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

"كان الرجل اذاقرا البقرة وآل عمران جل فى اعيننا"(۴۴)

(کوئی آدمی جب البقرہ اور آل عمران پڑھ لیتا تو ہماری نگاہوں میں عظیم معلوم ہوتا) ایک روایت میں ہے:

"اقام ابن عمر على حفظ البقرة ثمانى سنين(۴۵)

(حضرت ابن عمر نے سورۃ البقرہ حفظ کرنے میں آٹھ سال کا عرصہ لگایا)

مجاھد تابعی فرماتے ہیں:

"عرضت المصحف على ابن عباس ثلاث عرضات من فاتحه الى خاتمه استو قضته عند كل آية واسئله عنها(۴۶)

(میں نے ابن عباس کے سامنے ابتدا سے آخر تک تین دفعہ قرآن مجید پڑھا۔ ہر آیت پر انہیں روک کر اس کے متعلق سوال کرتا تھا)

زمانہ قدیم سے علما امت نے قرآن مجید کی تفسیر پر بہت محنت کی اور بڑی دقیع کتب لکھیں۔ علمی، ادبی، صرفی، نحوی" لغوی، منقول اور معقول ہر لحاظ سے قرآن مجید کی تشریح کی گئی لیکن اللہ تعالی کے کلام کی تشریح ختم نہیں ہوسکتی، ارشاد ہے:

"قل لوكان البحر مدادالكلمات ربى لنفدالبحر قبل ان تنفد كلمات ربى ولوجئنا بمثله مددا")(۴۷)

(کہہ دیجئے اگر میرے رب کے کلمات کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر میرے رب کے کلمات

ختم ہونے سے پہلے ختم ہوجائیں گے اور اگرچہ ہم اس کی مثل اور لے آئیں)موجودہ دور میں بھی علماء مقدور بھر خدماء سے استفادہ کرکے عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اس کی تفاسیر لکھ رہے ہیں۔ اس سمندر میں جتنے بھی غوطے لگائے جائیں گے اتنے ہی موتی اور جواہر حاصل ہوں گے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"وحاجة الامة ماسة الى فهم القرآن الذى هوحبل اللهالمتين والذكر الحكيم والصراط المستقيم الذى لا تزيغ به الاهواء ولا تلتبس به الالسن ولا يخلق عن كثرة الترديد ولا تنقضى عجائبه ولا يشبع منه العلماء (۴۸)

(فہم قرآن کی امت کو سخت ضرورت ہے۔ وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور ذکر حکیم ہے اور صراط مستقیم ہے۔ اس کو خواہشات ٹیڑھا نہیں کرسکتیں اور نہ زبانیں خلط مبحث کرسکتی ہیں۔ فرمایا۔ زیادہ پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوسکتے اور نہ ہی علماء اس سے سیر ہوسکتے ہیں۔)

تفسیر قرآن میں احتیاط

قرآن مجید کی تفسیر کی شدید حاجت کے باوجود ہر کہہ ومہ کو جودل میں آیا کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ کلام الٰہی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے نہایت ہی محتاط رویہ برتنے کی تاکید آئی ہے۔ خیرالقرون کے لوگ اس لحاظ سے بہت محتاط تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"من قال فى القرآن برايه فليتبوا مقعده من النار"(۴۹)

(جو شخص قرآن مجید کے متعلق اپنی رائے سے کچھ کہتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔)

ایک حدیث حضرت جندبؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"من قال فى القرآن برايه فاصاب فقداخطا"(۵۰)

(جس شخص نے قرآن مجید کے متعلق رائے زنی کی اور وہ اس میں درست تھا تو بھی اس نے خطا کی۔)ان تہدیدات کو دیکھ کر صحابہ کرام اور دیگر سلف امت تفسیر قرآن مجید کے متعلق نہایت محتاط تھے۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

"لقد ادركت فقهاء المدينة وانهم ليعظمون القول فى التفسير، منهم سالم بن عبدالله، والقاسم بن محمد وسعيد بن المسيب ونافع"(۵۱)

(فقہائے مدینہ کو میں نے دیکھا کہ وہ تفسیر کے متعلق کلام کو بہت بڑی بات سمجھتے تھے)سالم بن عبداللہ،

قاسم بن محمد، سعید بن مسیب اور نافع انہی لوگوں میں شامل ہیں) سعید بن مسیب نے فرمایا:
لا اقول فی القرآن شیئاً(۵۲) (میں قرآن مجید کے متعلق کچھ نہیں کہتا)
اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق مروی ہے کہ ان سے "وفاکھۃ وابا" (۵۳) کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:
"وای اسماء تظلنی وای ارض تقلنی اذاقلت فی کتاب اللہ مالا اعلم(۵۴)
(مجھے کونسا آسمان سایہ دے گا اور کونسی زمین اٹھائے گی جب میں اللہ کی کتاب کے متعلق وہ کچھ کہوں جو میں نہیں جانتا) نصر بن علی کہتے ہیں میں نے اصمعی سے کہتے ہوئے سنا:
"یتقی من حدیث رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم کما یتقی من تفسیر القرآن"(۵۵)
(حدیث رسول اللہ ﷺ سے اس طرح بچا جائے جس طرح قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے سے احتیاط کی جاتی ہے۔)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر قرآن امت کی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو آنحضرت ﷺ نے بدرجہ اتم نبھایا اور اس کی عملی تفسیر پیش فرمائی۔ بعد ازاں اصحابہ کرام نے اس میدان میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اور اس کی عملی تصویر بن کر دنیا کے قائدوھادی اور رہنما بن گئے۔ تابعین عظام اور دیگر علماء امت بھی حسب ضرورت اس کام کو لیکر آگے بڑھتے رہے۔ اب بھی قرآن ہی چشمہ صافی ہے جس سے خود پیاس بجھا کر مسلمان ودیگر اقوام کو سیراب کر سکتے ہیں۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ مسلمان اس کتاب کو خوب سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور پھر اقوام عالم کو اس کی طرف دعوت دیں۔ کیونکہ اب صرف یہی دنیا کی رہنمائی اور قیادت کی کتاب ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ لوگوں کے پاس وقت بھی کم ہے علماء امت کی ذمہ داری ہے کہ خاص مقاصد کو پیش نظر رکھ کر نہایت مختصر اور سادہ لیکن شگفتہ اور شستہ زبان میں قرآنی مضامین کو اظہار خیال کا مرکز ومحور بنائیں۔

ماخذومراجع

۱. قرآن مجید، الذاریات:۵۶

۲. ایضاً، البقرہ:۳۸

۳. ایضاًفاطر:۲۴

۴. ایضاًالمائدہ،۴۵.۴۴

۵. ایضا،الحجر:۹

۶. ایضاًالقیامۃ:۱۷.۱۹

۷. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ۲،۷۵۲، نورمحمد اصح المطابع، کراچی،۱۹۴۱ء، الطبعۃ الثانیہ.) البغوی، ابومحمدالحسین بن مسعودالفراء شرح السنہ،۴،۴۲۷(المکتب الاسلامی ، بیروت۱۹۸۳ء)

۸. الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن،۱،۲۳۴.۲۳۵)(داراحیاء الکتب العربیہ القاہرۃ،۱۹۵۷ء الطبعۃ الاولی)

۹. ایضاً،۱،۲۳۷

۱۰. قرآن مجید، المائدہ:۱۵

۱۱. مسلم، ابن الحجاج، الجامع الصحیح، بحوالہ، مشکوٰۃ المصابیح،۱،۱۸۴، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی۱۹۷۷ء)

۱۲. قرآن مجید، الاعراف:۹۶

۱۳. مسند احمد، بحوالہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب،مشکوٰۃ المصابیح ،ص:۴۵۴ کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، کتاب البیان،۱۹۷۷ء البغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، جلد۳ جز۴ص:۱۰، دارالفکر القاہرۃ۱۹۷۹،۴ مجلدات

۱۴. قرآن مجید، محمد:۲۴

۱۵. ایضاً، الحشر:۲۱

۱۶. ایضاً، القمر:۱۷

۱۷. ابن الصلاح ، ابو عمر وعثمان، علوم الحدیث المعروف، المقدمہ،

،۱۹۰، المطبعة العلميه، حلب، ۱۹۳۰ الطبعة الاولیٰ
۱۸. قرآن مجید، العنکبوت:۴۹
۱۹. ایضاً، یوسف:۱
۲۰. ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمه، ۱،۴۳۸، الفصل الخامس، فی علوم القرآن مؤسسه الاعلمی، بیروت
۲۱. الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان من تاویل آی القرآنیه، ۳۵ ، مکتبه مصطفی البابی دادلاده، مصر۱۹٦۸، الطبعه الثالثه
ایضاً عبدالعزیز، تفسیرابن عباس، ومرویا ته فی التفسیر من کتب السنه،۱،۴، جامعه ام القری مکه مکرمه، ایضاً البرهان، ۲،۱۵۷
۲۲. قرآن مجید، القصص:۸۵، الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر۱،۱۴، دارالفکر، بیروت،۱۹۸۳. ۵مجلدات
۲۳. الشوکانی، فتح القدیر،۱،۱۴، سورۃ تحریم کی آیت ان تظاهراعلیه کی طرف اس بات کااشارہ ہے)
۲۴. عبدالعظیم، احمد الغندور، احکام عن القرآن والسنه، ۷، دارالمعارف، مصر،۱۹٦۷، الثانیه
۲۵. الشوکانی، فتح القدیر،۱،۱۴
۲٦. ایضاً
۲۷. ایضاً
۲۸. قرآن مجید، النساء،۱۰۰
۲۹. الشوکانی، فتح القدیر،۱،۱۴
۳۰. ایضاً
۳۱. ایضاً
۳۲. احمد، ابن حنبل، فضائل الصحابه،۱،۵۱، تحقیق، وصی الله بن محمد عباس جامعه ام القری مکه المکرمه، ۱۹۸۳ء الطبعه الاولی)
۳۳. قرآن مجید،البقره:۱۸۷